ڈاکٹر محمد کامران شہزاد
لیکچرار شعبۂ اُردو، پنجاب کالج سرگودھا
ڈاکٹر شازیہ بتول
ایس۔ ایس ای اُردو گورنمنٹ ماڈل ایلیمنٹری سکول، ٹھٹھہ فتح علی، تحصیل بھوانہ ضلع چینوٹ
ڈاکٹر نعیمہ بی بی
ٹیچنگ اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبۂ اُردو، بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

"ہمجان" کے کرداروں کا نفسیاتی مطالعہ

Dr . Muhammad Kamran Shahzad
Lecturer, Punjab College Sargodha
Dr.Shazia Batool
Headmistress Government model elementary School thatha Fateh Ali, Chiniot
Dr . Naeema Bibi
Teaching and Research Department of Urdu, International Islamic University Islamabad

Psychological Study of Hamjan's Characters

Man is always a victim of psychological attitudes and mental disorders. In literature, the term psychology was first introduced by Freud for analytical study of this psychological perplexity. Psychology developed in 17th century in Germany and France. This article deals with the beginnings and evolution of psychology, as well as the psychological study of the characters in the novel "Hamjan" by novelist Faris Mughal from Balochistan.

keywords: *Psychology, Beginnings and Evolution of psychology, Characters, "Hamjan".*

نفسیات انسان کے ذہنی و کرداری مطالعے کا نام ہے، جو انسان کے انفرادی و اجتماعی رویوں سے بحث کرتی ہے، جو انسان کے داخلی اور خارجی عوامل کو اجاگر کرتے ہیں اسی کی بدولت انسان کی ذہنی کیفیات کو پرکھا اور جانچا جا سکتا ہے انسان معاشرے میں رہتے ہوئے متعدد مسائل اور الجھنوں کا شکار رہتا ہے ان محرکات کی کیا

وجوہات ہیں؟ انسان اور اس سے وابستہ نفسیاتی رویے اور ذہنی الجھنوں اور ان کا حل دریافت کرنے کے لیے نفسیات کی اصطلاح متعارف کروائی گئی انسان اپنے رجحانات اور رویوں کی وجہ سے کیونکر مختلف ہے ان رویوں کے معاشرتی اور سماجی اثرات فرد کی شخصیت کو کس حد تک متاثر کرتے ہیں فرائیڈ نے اسے سب سے پہلے علمی سطح پر متعارف کروایا اور یہ اصطلاح ۱۶۳۰ء اور ۱۶۷۸ء میں انگریزی زبان میں ابھر کر سامنے آئی۔ اسی دور میں جرمن میں اور بعد ازاں فرانس میں فروغ حاصل ہوا۔[۱]

نفسیات کو باقاعدہ سائنسی علم کے طور پر متعارف کروانے کا سہرا فرائیڈ کے سر جاتا ہے کیونکہ اس نے انسانی خوف و دہشت، ناآسودہ خواہشات اور جبلی تسکین کے انسانی رویوں کا نفسیاتی طور پر تجزیاتی مطالعہ کیا ہے ڈاکٹر شارب ردولوی جدید اُردو تنقید میں لکھتے ہیں:

"نفسیاتی رجحان کے تحت ناقدین ادب نے مصنف کے ذاتی حالات اور انفرادی نفسیات
کو جانچنے پر زور دیا نفسیاتی نقاد جذبات اور حسیات کو فراموش نہیں کر سکتا ہے"[۲]

فرائیڈ کے علاوہ ژونگ اور ایڈلر نے بھی انسانی نفسیات کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے لاشعور اور تحت الشعور کا نظریہ پیش کیا انہوں نے جہاں انسانی زندگی کے نفسیاتی پہلو سے بحث کی، وہیں شخصیت کی مختلف جہات کو معاشرتی اور ذہنی کیفیت کو ایک ساتھ بیان کیا ڈیکارت، کالرج اور دیگر ماہرین ادب اور نفسیات نے بھی ادب فن اور نفسیات کے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ادب اور فن کے حوالے سے "ایڈی پس کامپلکس" کافی اہمیت کا حامل ہے احساسِ کمتری کی ماری عورت کو محبت کی تلاش پر محمول کرتے ہوئے نرگسیت کے تحت ذات کے عدم تحفظ کی مثال کے طور پر پیش کیا ہے کہ فرد معاشرے میں رہتے ہوئے جبلی محرکات کے ساتھ ان رویوں کو کشید کرتا ہے اور کن کو خارج نفسیات کے ذریعے کائنات کا پس منظر اور اس کے ساتھ ساتھ فرد اور معاشرے کے باہمی اشتراک اور مختلف النواع مسائل کو سمجھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے ماہرین نفسیات کے نظریات اور افکار نے جہاں انگریزی اور دیگر عالمی ادب کو متاثر کیا وہیں اُردو ادب پر بھی اس کے گہرے اثرات مرتب کیے عالمی پس منظر میں ہونے والے انقلابات اور ان کے دوررس اثرات نے مسائل کو جنم دیا اور معاشرتی اور اجتماعی صورت کے تحت ادب بھی اس کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا یہی وہ دور تھا جب ادب کے رجحانات اور فن میں تبدیلیاں محسوس کی گئیں۔ بیسویں صدی تبدیلیوں کی صدی تھی، جس کے تحت شعر و ادب اور اس کے رجحانات میں واضح تبدیلی محسوس کی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

جا سکتی ہیں لاشعور کے نظریے نے ادبی فضا کو مکمل تبدیل کر دیا اور تخلیق کار کو ایسی فضا دی جس میں وہ آزاد ہو کر اپنے اندر کی آواز سن سکتا تھا سر گوشی اور خود کلامی کی اس کیفیت نے فرد کے داخلی اور خارجی کیفیت جذباتی افق میں پرو کر ذات کے آئینے کے سامنے لا کھڑا کیا کہ انسانی رویے کی یہ پر اسرار سر گزشت تخلیقی جہاں میں چھپے اسرار کو عیاں کرتے گئے اور انسان میں چھپے پوشیدہ خیالات کے تضادات کو نفسیاتی کش مکش کی تعبیر و تحلیل کی گرہیں کھولتے نظر آئے۔ ڈاکٹر وزیر آغا رقم طراز ہیں:

"کہانی کی اس خاص روش کی نفسیاتی وجہ یہ ہے کہ محیر العقول واقعات اور تخلیقی کرداروں کے بیان سے انسان کے پرواز تخیل کے رجحان کی تسکین ہوتی ہے"(۳)

اُردو ادب نے مغربی رجحان کے تحت فروغ پایا اور اس نفسیاتی پہلو کو اپنے دامن میں جگہ دی منٹو، کرشن چندر، عصمت پریم چندیلدرم قرۃ العین حیدر اور دیگر فکشن نگاروں نے اپنے اپنے دور کے تہذیبی تقاضوں کو ادب میں اظہار خیال کا ذریعہ بنایا اور ان تمام نفسیاتی پہلوؤں کو اجاگر کیا جو معاشرتی لحاظ سے ناقابل بیان تھے لیکن نفسیاتی پیچیدگیوں اور باریکیوں کو نبھاتے ہوئے اُردو ادب کے تخلیق کاروں نے فرد اور معاشرے کے نفسیاتی مسائل کے تدارک اور زندگی کے کئی مسائل کو اجاگر کیا۔ ادب فرد، کردار، ماحول سے مزین ہے جو معاشرتی کوششوں کو بروئے کار لا کر بھی کیا جاتا ہے نظریات اور سوچ کا تصادم پڑھنے والے کو منتشر کرنے کا باعث بنتا ہے اس لیے نفسیات فرد کے داخلی اور خارجی پیشکش کو تخلیق کار نفسیات کی بدولت کس طرح بیان کرتا ہے اور ادبی اور نفسیاتی عوامل اس پیشکش میں اہم کردار ادا کرتا ہے فاسٹر کے بقول:

"افسانہ زندگی نہیں اور نہ ہی زندگی کا نعم البدل ہے بلکہ زندگی کی صداقت کی بنیاد پر ایک نئی زندگی کی تکلیف ہے اتنی دنیا کی تعبیر ہے جس کے اپنے ہی کچھ اصول ہیں جو کرداروں پر اثر انداز ہوتے ہیں اور جن سے کرداروں کی زندگی متعین ہوتی ہے اور ان اصولوں کی بنا پر ہی کردار کی حقیقت پرکی جا سکتی ہے"(۴)

اکیسویں صدی میں جہاں مرزا اطہر بیگ، مستنصر حسین تارڑ، ڈاکٹر طاہرہ اقبال اور رحمن عباس جیسے قد آور ناول نگار ناول رقم کر رہے ہیں وہیں بلوچستان سے تعلق رکھنے والے نوجوان ناول نگار "فارس مغل" بھی ہیں۔ جنھوں نے "ہمجان" اور "سو سال وفا" کے عنوان سے ناول تحریر کیے، جو موضوع اور تکنیک کے حوالے سے

ایک منفرد تجربہ تھا۔اسی وجہ سے "ہمجان" کی اشاعت سے ہی فارس مغل نے عصرِ حاضر کے ناول نگاروں میں مستحکم شناخت بنالی تھی۔

"ہمجان" فارس مغل کا پہلا ناول ہے،جو۲۰۱۷ء میں ماورا پبلی کیشنز لاہور نے شایع کیا۔ناول نگار نے ناول میں جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک استعمال کرتے ہوئے محبت کی داستان کے ساتھ معاشرے کے "خصوصی افراد" کو موضوع بنایا ہے۔ناول کا پلاٹ ایسے معذور افراد کے گرد تشکیل کیا ہے،جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم محبت کے نہیں بلکہ ہمدردی کے قابل ہیں۔ناول کی کہانی بظاہر ویرا،زمین،غفران اور ارمان کی محبت کی لازوال داستان کے گرد گھومتی ہے لیکن ناول نگار متن کے بطن سے معذور افراد کا احساس کمتری اور ان کی نفسیاتی الجھنوں کا عکس بھی دکھایا کیونکہ مصنف خود بھی اسی معاشرے کا معذور فرد ہے علاوہ ازیں اس مادیت پرست سماج میں موجود افراد پر سوال اٹھایا گیا ہے کہ معذور افراد کو اپنے سے کمتر کیوں سمجھتے ہیں؟ حالانکہ وہ خود باطنی حوالے سے انحطاط کا شکار ہیں۔محمود ظفر ہاشمی ناول کے کرداروں کے متعلق لکھتے ہیں:

> "ناول کی بُنت جتنی بل دار اور گنجلک ہے۔اتنی ہی دلچسپ ہے،جو قلمکار کی ذہانت اور کرافٹ کا پتہ دیتی ہے۔زمین،غفران،ارمان اور ویرا جیسے مضبوط اور لازوال کرداروں کو فارس نے یقیناً اپنے اوپر اوڑھ کر تخلیق کیا"(۵)

ناول کا پہلا مرکزی کردار "ویرا" کا ہے،جو "شیزا" کی چھوٹی بہن ہے اور قوت سماعت سے محروم ہے۔ناول کے آغاز میں ہی تصویروں کی نمائش میں اس کی ملاقات پروفیسر عبدالعلیم سے ہوتی ہے۔جو اس کو یقین دلاتا ہے کہ ہر شخص کی طرح تمھارا بھی "ہمجان" ہوگا،جو جلد تمھیں ملے گا۔ویرا قوتِ سماعت سے محروم ہونے کے باوجود زندگی کو ایک صحت مند انسان کی طرح گزار ہنس مکھ گزار رہی تھی ہ"ویرا" ایک حساس لڑکی ہے وہ چھ برس کی عمر میں شدید بخار کے سبب قوت سماعت کھو چکی تھی۔جوانی دیلیز پر پہنچنے تک اپنی محرومی کے ساتھ رہنے کی عادت ہوگئی تھی۔وہ بچپن سے ہی خیالات کی دنیا میں رہنے والی شخصیت تھی۔لیکن نمائش میں پروفیسر کے باتیں سن کر اس کے ذہن میں اپنے ہمجان کی تلاش کی جنگ چھڑگئی تھی پھر ایک دن "ویرا" کا ہمجان اس کی آنکھوں کے سامنے حادثے کے سبب موت کی وادی میں کھو جاتا ہے۔ہمجان کی موت سے "ویرا" نفسیاتی کش مکش کا شکار ہو جاتی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ہے۔اس کا رویہ انتہائی سنجیدہ ہو جاتا ہے جیسے وہ مرنے والے کے ساتھ مر گئی ہے۔کیونکہ معذوری کے سبب اسے لگتا تھا کہ وہ محبت کرنے کے قابل نہیں لیکن ہمجان کی نوید سن کر جیسے اسے نئی زندگی کی امنگ نظر آئی تھی۔

معذور افراد معاشرے کا حساس ترین طبقہ ہوتا ہے۔یہ حساسیت معاشرے کے نارمل افراد ہی ان کے تخیل کا محور بناتا ہے، کبھی تو اسے اپنے ہی خاندان والوں سے معذوری کا طعنہ یا سخت سوالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کبھی گھر سے باہر کالج،یونی ورسٹیوں اور دفاتر وغیرہ میں معذوری کے متعلق سوالات داغے جاتے ہیں، جس کے سبب معذور فرد باطنی حوالے سے انتشار اور نفسیاتی کش مکش کا شکار رہتے ہیں۔ناول میں پانچ روزہ کانفرس کے لیے ویرا اپنی بہن شیزا کے ساتھ اسلام آباد ہوٹل میں مقیم ہوتی ہے تو شیزا،"ویرا" کی ویرانی کو کم کرنے کے لیے کانفرس میں اس کی ملاقات "ماجد" سے کرواتی ہے۔عمومی طور پر کسی سے بھی پہلی ملاقات میں "ویرا" سے اس کی معذوری کے متعلق سوال کیے جاتے تھے، جو کسی بھی معذور فرد کے باطن کا چھلنی کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں لیکن "ماجد" نے پہلی ملاقات میں "ویرا" سے استفسار کیا کہ آپ Lip reading کے علاوہ کیا کرتی ہیں؟ تو ویرا کو سوال بہت پسند آیا۔یہاں ناول نگار کا نقطہ نظر کا اندازہ ہوتا ہے کہ معذور افراد بھی اپنے آپ کو معاشرے کے نارمل افراد کے برابر سمجھتے ہیں اور ملکی ترقی میں دیگر افراد کی طرح ان کا بھی اتنا ہی کردار ہے جتنا کہ معاشرے میں عام فرد کا ہوتا ہے ۔اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "ڈپلومہ ان فائن آرٹس، ویرا کو اسکا اپنی ذات کے متعلق پہلا سوال بہت پسند آیا ورنہ لوگوں کا پہلا سوال ہی اس کے لیے پریشان کن ہوتا تھا کہ آپ کے ساتھ یہ معذوری کب سے ہے، کیسے ہوئی، کیوں ہوئی۔ھائے بیچاری!"[۶]

مصنف نے سماج کے ان افراد پر گہرا طنز کیا ہے، جو معذور افراد کو لعن طعن کرتے اور معاشرے کے لیے حقیر اور قابلِ نفرت انسان سمجھتے ہیں۔انھیں اس بات کا ادراک نہیں ہوتا کہ معذور فرد سماج کے عام فرد کی نظروں کے پیچھے خباست اور جنسی ہوس کو بہت جلد پہچان جاتا ہے ناول میں "ماجد" ایک زندہ دل شخصیت کا مالک انسان ہے، جو بظاہر عام افراد سے مختلف نیچر کا لگتا تھا اور "ویرا" بھی اس کی انہی خوبیوں کے سبب محبت کرنے لگتی ہے لیکن جب ماجد اس سے جسمانی تعلق قائم کرنا چاہتا ہے تو ویرا انتہائی بے بسی کی حالت میں چیخ کر ماجد کو روکتی ہے تو ماجد کے باطن میں بھی جہاں قابل نفرت اور جنسی ہوس پرست مرد ابھر کر سامنے آتا ہے وہیں وہ ویرا کو معذوری

کا طعنہ بھی دیتا ہے۔ناول کے ان جملوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف خصوصی فرد ہونے کے سبب سماجی تلخیوں کی تیز آنچ محسوس کر رہا ہے:

"ماجد کی سانسیں پھولی ہوئی تھیں لیکن اس کے باوجود وہ چلایا'تم خود کو سمجھتی کیا ہو؟؟؟ اس کی آنکھوں میں انگارے دہک رہے تھے۔دنیا صرف اس لیے تمھارے اشاروں پہ ناچتی رہے کہ خدا نے تمھیں اپاہج کر دیا ہے۔"(۷)

"ویرا" ایک حساس معذور کردار ہے، جو جذبوں اور احساسات کی محبت کی قائل ہے۔اسی لیے وہ اپنی بہن شیزا کے کہنے پر ماجد کے ساتھ گئی، جس نے محبت کا جال خوب صورت بُنا اور اس کی تکمیل جنسی ہوس کو پورا کر کے کرنا چاہتا تھا لیکن کامیاب نہیں ہوا تو معذوری کا طعنہ دیتا ہے تو ویرا کانچ کی طرح ریزہ ریزہ ہو کر گھر پہنچتی ہے اور اپنی بہن سے کہتی ہے:

"یہ لوگ کیوں نہیں مانتے کہ ہم محرومیوں میں گھرے لوگ بھی انسان ہوتے ہیں۔ ہمارے سینے میں بھی کانچ کا دل ہوتا ہے۔ہمیں بھی درد ہوتا ہے۔تکلیف ہوتی ہے۔ ہمارے اندر بھی جذبات ہوتے ہیں۔ہم لوگ بھی تمام عمر کسی سے نباہ کر سکتے ہیں ،محبت کر سکتے ہیں۔ہم کیوں ان کی نگاہوں میں فقط ایک معذور جسم ہوتے ہیں۔قابل نفرت ہوتے ہیں۔خود غرض ہوتے ہیں۔اپاہج ہوتے ہیں۔۔کیوں باجی آخر کیوں!!!"(۸)

ناول کا دوسرا نسوانی مرکزی کردار "نرمین" کا ہے، جس کا تعلق معاشرے کی ایلٹ اور ماڈرن کلاس کے طبقے سے تھا لیکن وہ Muscular Dystrophy کی معذوری کا شکار تھی۔"نرمین" یونیورسٹی میں "غفران کی کلاس فیلو ہوتی ہے۔غفران سے پہلی ملاقات یونیورسٹی کے لان میں ہوتی ہے۔جہاں اس کو دیکھتے ہی "نرمین" سے محبت ہو جاتی ہے اور محبت کا اظہار بھی کر دیتا ہے، جس کے جواب میں "نرمین" دھیمے لہجے میں کہتی ہے کہ:

"معذور لوگ محبت کے نہیں بلکہ ہمدردی کے مستحق ہوتے ہیں اس بات کو کبھی مت بھولیئے گا"(۹)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

یہ جملہ جہاں "نرمین" کے باطن میں مخفی محرومیوں کو عیاں کرتا ہے وہیں مصنف کا نقطہ نظر بھی واضح کرتا ہے کہ اس مادیت پرست معاشرے میں معذور افراد صرف خدا ترسی کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

"نرمین" کی محرومیوں اور نفسیاتی کیفیت کا انداز قاری اس بات سے بھی لگا سکتا ہے کہ جب " غفران "نرمین کے لیے گلاب کا پھول توڑ کر پیش کرتا ہے تو نرمین تلخی سے گویا ہوتی ہے کہ کیا تمھیں کبھی غریب معذور لڑکی سے اظہار محبت ہوا ہے ؟ تو قاری کو نرمین کی نفسیات کا بخوبی ادراک ہوتا ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ 'غفران" کی نظر میرے باپ کی دولت پر ہے اور وہ مجھ معذور پر ترس کھا کر اور ہمدردانہ محبت کا اظہار کر کے عیاشی کی زندگی گزارنا چاہتا ہے۔ جس کے جواب میں اس کی دوست "نرگس" سمجھانے کی کوشش کرتی ہے تو "نرمین" کہتی ہے:

"محبت، جنس، شادی -----کیا اس کے علاوہ دنیا میں اور کچھ کہنے، کرنے کو نہیں رہ گیا۔ میں گھر سے یہاں اس لیے آتی ہوں کہ لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹ سکوں ؟ نہیں چاہیئے مجھے ترس کے رویے اور کسی کی ہمدردیوں میں لپٹی ہوئی بھیک۔ اسنے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی بے دردی سے اپنی بات مکمل کی "(۱۰)

اس اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "نرمین" کے اندر محرومیاں سماجی بے حسی کے سبب پیدا ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے اسے گھٹن زدہ معاشرے کے افراد سے خوف آتا ہے۔ یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"یہ معاشرہ جس میں ہم تم سانس لے رہے ہیں انتہائی بے حس معاشرہ ہے یہاں شادی کے لیے کالی لڑکی پر گوری لڑکی کو فوقیت حاصل ہے۔ لمبے، درمیانے قد والی لڑکیوں کا مقام چھوٹے قد والی لڑکیوں سے اونچا ہے۔ یہاں لوگ آنکھوں پر نظر کا چشمہ چڑھانے والی لڑکیوں کا مذاق اڑانے سے باز نہیں آتے تو وہ لڑکیاں کیسے ان لوگوں کے نشانے سے بچ سکتی ہیں، جو میری طرح وہیل چیئر پر یا کسی دوسری معذوری کا شکار ہیں ۔ مجھے لوگوں کے رویوں سے ڈر لگتا ہے۔ مجھے اس معاشرے سے گھن آتی ہے "(۱۱)

ڈاکٹر کے نزدیک "نرمین "موروثی بیماری کا شکار تھی، جس میں انسان قطرہ قطرہ مرتا رہتا ہے لیکن اس کے امکان میں کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کوئی بھی معذور جب گھٹتی ہوئی زندگی کی نفسیاتی جنگ لڑ رہا ہو تو اس سے زیادہ

اس کے والدین پھر بہن بھائی اس کا سہارا بنتے ہیں لیکن "نرمین" کا والد بھی اس وقت معذوری کا طعنہ دیتا ہے، جب نرمین کی چھوٹی بہن کے رشتے کے لیے آنے والے لوگوں کے سامنے وہیل چیئر پر "نرمین" آتی ہے تو ان مہمانوں پر جیسے سناٹا سا چھا جاتا ہے اور وہ یہ عذر بنا کر رشتے سے انکار کر کے چلے جاتے ہیں کہ کیا گارنٹی کہ ثانیہ کے ہاں پیدا ہونے والی اولاد بھی معذور نہیں ہو گی۔ یہاں مصنف نے سماج میں مٹی سے تراشے انسان کا بھیانک اور مکروہ چہرہ دکھایا ہے کہ جس کو اپنی کوئی گارنٹی نہیں وہ دنیا میں آنے والے بچے کی گارنٹی مانگ رہا ہے کہ وہ معذور پیدا نہیں ہو گا حالانکہ حقیقت میں یہی لوگ ذہنی معذور ہیں، جو اسی طرح کی سوچ رکھتے ہیں۔

جیسے ہی مہمان چلے جاتے ہیں تو نرمین کا والد اس کی ماں سے لڑائی کرتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ اس کو مہمانوں کے سامنے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ مہمانوں کی ہمدردیاں سمیٹنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہاں اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ معذور افراد سے تنگ آکر آخر ایک دن صرف معاشرہ ہی نہیں بلکہ سگے رشتے بھی اکتا کر ہار مان جاتے ہیں۔ نرمین کی معذوری کے متعلق باپ کا اس کی ماں سے مکالمہ ملاحظہ کیجیے:

> "سنو، میرا سگا باپ میری ماں سے کہتا ہے کہ میں اپنی معذوری اس کے پیٹ سے لے کر آئی ہوں۔ میں بڑی اولاد ہونے کے ناطے اپنے باقی بہن بھائیوں کے لیے رکاوٹ بنتی جا رہی ہوں۔ پڑھنے لکھنے کے باوجود مجھ میں اتنی عقل نہیں کہ جہاں مہمان بیٹھے ہوں وہاں وہیل چیئر کو گھسا کر ہمدردیاں بٹورنے نہیں پہنچتے۔ میرا باپ کہہ رہا تھا کہ مجھے معذوری خدا نے دی ہے۔ اس میں باقی گھر والوں کو کیا قصور ہے۔ مجھے شکر کرنا چاہیئے کہ میں گھر میں ایک پُر آسائش کمرے میں رہتی ہوں نہ کہ ان معذوروں کی طرح ہو جو سڑکوں پر بھیک مانگتے پھرتے ہیں"(۱۲)

"غفران" ناول کا ہیرو ہے، جو دو سال سے جسمانی معذوری کا شکار ہے اور ڈاکٹر قدرت پچھلے نو ماہ سے اس کا علاج کر رہا ہے لیکن کوئی بہتری نہیں آتی ہے۔ مصنف نے "غفران" کا کردار اتنا مضبوط تخلیق کیا ہے کہ اس کی نفسیاتی گرہیں کہانی کے بیانیے میں ایسے پیوست ہوتی ہیں کہ ناول کے آخر تک پہنچتے پہنچتے "غفران" ایک نارمل کردار بن کر ابھرتا ہے۔

"غفران" کی طویل معذوری کے سبب بھائی اور والد پریشان ہوتے ہیں لیکن وہ زندگی کو بالکل نارمل انداز میں گزارتا ہے اور معذوری کو Unique life Style یعنی منفرد طرزِ زندگی کہتا ہے۔ وہ حالیہ زندگی مایوس نہیں ہوتا ہے لیکن گھر والوں کی اضطرابی کیفیت دیکھ کر خدا سے کبھی کبھی شکوہ کرتا ہے کہ اس بیماری کے لیے اسی کا انتخاب کیوں کیا گیا ہے؟ اور پھر اپنے ہی شکوے پر پشیماں ہو کر خدا سے معافی کا طالب بھی ہوتا ہے۔ یہاں اندازہ ہوتا ہے کہ ہر معذور فرد کے باطن میں بھی ایک نارمل انسان بیٹھا ہے جو زندگیوں کی رنگینوں کو گزارنا چاہتا ہے لیکن معذوری رکاوٹ بن جاتی ہے۔ فارس مغل نے "غفران" کے کردار کو یوں پینٹ کیا ہے کہ معاشرے کے ہر معذور شخص کی نفسیات کا عکس عیاں ہوتا ہے:

> "خودکشی تو مایوس لوگ کرتے ہیں۔ میں تو بس یوں ہی کبھی کبھی اس بیماری سے تنگ آکر خدا سے چند شکوے کر کے خاموش ہو جاتا ہوں اور بعد میں پشیماں ہو کر معافیاں بھی مانگ لیتا ہوں، انسان ہوں ناں، اس لیے بعض اوقات شیطان بہکانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔"(۱۳)

"غفران" کی محبت "نرمین" ہے، جو کہ ٹانگوں سے معذور تھی۔ عمومی طور ہمارے معاشرے میں معذور افراد کو بوجھ سمجھتا جاتا ہے لیکن "غفران" اس کی معذوری کے باوجود اس سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے اور "نرمین" کا ہمجان بن جاتا ہے۔ اسی لیے اس کی موت کے بعد خود بھی معذوری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی یاد میں عجیب کوفت اور چڑچڑے پن میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کے باوجود اس کی شخصیت میں خود اعتمادی شامل ہے کیونکہ اس کے نزدیک خود اعتمادی کے بغیر انسان منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اسی لیے وہ وہیل چیئر کے بجائے سہاروں کی مدد سے اپنی ٹانگوں پر چلنے کی سعی کرتا ہے۔

ناول کا چوتھا مرکزی کردار "ارمان" کا ہے، جو "ویرا" کا ہمجان ہے اور مر چکا ہے لیکن اساطیری کردار بن کر "ویرا" کو خواب میں ملتا ہے اور بیانیے کو آگے بڑھاتا ہے۔ مصنف نے "ارمان" کے کردار کی تشکیل فنکارانہ انداز میں کی ہے ایک طرف مصنف نے اس کے ذریعے محبت اور زندگی کا فلسفہ رقم کیا ہے تو دوسری طرف "نرمین" کے ساتھ مکالموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر معذور افراد سے مفادات سے پاک روحانی محبت کی جائے تو

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

معذور فرد کی ذہنی کش مکش کو نہ صرف بہت حد تک دور کیا جا سکتا ہے بلکہ اس کی باطنی محرومیوں کو بھی ختم کیا جا سکتا ہے۔

چونکہ "ارمان" "ویرا" کو زندگی میں محرومیوں کو ختم کر کے زندگی کے مفاہیم سمجھاتے ہوئے کہتا ہے کہ اس دنیا میں ہماری سب سے پہلے ہمجان "ماں" ہوتی ہے، جو بچے کی ہر بات کو توجہ سے سنتی ہے۔ اسی طرح مزید وہ کہتا ہے کہ انسان زندگی میں کسی نہ کسی کو اپنا ہم راز بنانا پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ہماری ذہنی ہم آہنگی ہو جاتی ہے اور وہ بھی ہمارا آدھا حصہ ہوتے ہیں:

> "ہمیں ان سے مل کر سکون ملتا ہے۔ ہماری شخصیت مکمل ہونے لگتی ہے۔ ہماری غمی اور خوشی میں ان کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ ہماری ذات کو مضبوط کرنے میں یہ لوگ پیش پیش ہوتے ہیں۔ ہم ان لوگوں سے متاثر ہو کر انہیں زندگی کے اہم ترین فیصلوں میں شامل رکھتے ہیں۔ ہم ان کے بغیر ادھورے رہتے ہیں یہی ہمارا آدھا حصہ ہوتے ہیں۔"(۱۴)

انسان اپنی حقیقی محبت سے ماورا نہیں ہو سکتا ہے یعنی جس کو علم ہو کہ وہی ان کی محبت کا محور ہیں۔ وہ چاہے روح کی صورت میں اس کے سامنے عیاں ہوں پھر بھی اس کے لیے خوشی کا ساماں ہوتا ہے۔ "ارمان" "ویرا" کی حقیقی محبت تھی۔ وہی اس کو محبت کا فلسفہ کی تفہیم کرتے ہوئے کہتا ہے کہ محبت کے سفر میں "ہمجان" کے لیے امیر یا غریب، گورا یا کالا، معذور یا نارمل کی تخصیص نہیں کی جاتی ہے۔ محبت ہمیں آدمی سے انسان بناتی ہے اور وہ آفاقی ہوتی ہے اس کی متعدد جہات ہوتی ہیں۔ محبت کا فلسفہ ملاحظہ کیجیے:

> "محبت ایک درخت کی مانند ہوتی ہے، جو اپنی جڑوں میں زندہ رہتی ہے۔ بہار کے موسم میں یہ اپنی جڑوں سے نکل کر شاخوں میں نمودار ہوتی ہے لیکن یہ اس کے اظہار کا چھوٹا سا حصہ ہے۔ جو خزاں کی آمد کے ساتھ ہی غائب ہو جاتا ہے۔ اس لیے جب کسی سے محبت کرو تو فقط محبت کے اظہار کی ہریالی کو ہی کل نہ سمجھ بیٹھنا بلکہ اس جڑوں میں اتر کر محبت کی طاقت کا نظارہ کرنا۔"(۱۵)

"ویرا" کا کردار سارے ناول میں تذبذب کا شکار رہا کبھی تو اس کا ہیجان اس کی آنکھوں کے سامنے حادثے کا شکار ہو جاتا ہے تو کبھی "ماجد" جیسے ہوس پرست اس کی معذوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے زندگی سے کھیلنے کی کوشش کرتے ہیں، جس کے سبب وہ نفسیاتی دباؤ کا شکار رہتی ہے۔ مصنف نے "ارمان" کا کردار کے ذریعے سماج کے ایسے افراد کا عکس دکھایا ہے، جو نفسیاتی طور پر مضبوط شخصیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ناول کے کسی ایک جملے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ارمان "ویرا" کی معذوری یا سوالات کی کثرت سے نفسیاتی کش مکش میں مبتلا ہو۔ بلکہ وہ تو زندگی کی پیچیدگیوں کو سمجھانے کے ساتھ محبت کے لازوال عکس سے بھی نہ صرف آگاہ کرتا ہے بلکہ اس کی شخصیت میں یاسیت کے پہلوؤں کو رجائیت میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

ناول کا آخری اہم کردار "ڈاکٹر قدرت علی" کا ہے، جو نو ماہ سے "غفران" کا علاج کر رہا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ روزانہ ورزش کرنے کے باوجود افاقہ نہیں ہو رہا ہوتا تو وہ غفران کو نفسیاتی بلیک میل کر کے غفران اور نرمین کی کہانی کا پلندہ لے کر مطالعہ کرتا ہے تو وہ غفران کی معذوری کا سبب جان جاتا ہے۔ ڈاکٹر مکمل نفسیات دان ہوتا ہے۔ وہ مریض کی گفتگو سے اندازہ لگالیتا ہے کہ وہ کسی نفسیاتی دباؤ کا شکار ہے۔ یہی کچھ غفران کے علاج کے دوران ہوا۔ ڈاکٹر قدرت علی نے جب غفران کو زندگی سے پُر امید دیکھا تو اس نے نفسیاتی طور پر اس درد کی دوا تلاش کی، جس کے سبب غفران دو سال سے معذور تھا۔ غفران اور نرمین کی کہانی پڑھنے کے بعد ڈاکٹر بیماری کی تشخص کر لیتا ہے تو ایک ماہر نفسیات کی طرح اس کو ڈیل کرتا ہے کیونکہ غفران کی باتوں سے ڈاکٹر اندازہ لگالیتا ہے کہ غفران میں قوتِ ارادی بہت ہے اور وہ اس اذیت سے نکلنے کی بھرپور قوت رکھتا ہے۔ یہاں مصنف نے ڈاکٹر کے کردار کو باقاعدہ ماہر نفسیات بنادیا ہے، جو جانتا ہے کہ اس کے مریض کو کوئی موروثی بیماری نہیں بلکہ ہیجان کی روح سرایت کر گئی ہے۔

زیر نظر مقالے میں فارس مغل کے ناول "ہمجان" کے کرداروں کی مختلف جہات کا نفسیاتی مطالعہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فارس مغل نے ناول تحریر کرنے سے قبل معذور افراد کی نفسیات کو عمیق تر مشاہدہ کرنے کے بعد ناول کے تمام معذور کرداروں کو تشکیل کیا ہے۔ یہ کردار اپنی روز مرہ زندگی کے مشاہدات کے ذریعے معاشرے کی ایسی حقیقت سے روشناس کرواتے ہیں، جس کو ہماری بے بسی اور مادیت پرستی نے بھلادیا ہے کیونکہ سماج کے ہر نارمل فرد کے باطن میں ایک معذور انسان بستا ہے۔ ناول کا ہر معذور کردار معاشرے سے ہم کلام

کرتا نظر آتا ہے کہ ان کے باطن میں بھی زندگی کی رنگینیوں کو خوب صورت لمحات میں گزرانے کا جی کرتا ہے کیونکہ وہ بھی اسی سماج کا جیتا جاگتا انسان ہے۔ فارس مغل اپنے منفرد خصوصی کرداروں کے سبب تا دیر ادبی دنیا میں زندہ و جاوید رہیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر سلیم اختر، "نفسیاتی تنقید"، لاہور، مجلسِ ترقی ادب، ۲۰۰۷ء، ص: ۴۰

۲۔ ڈاکٹر شارب رُدولوی، "جدید اُردو تنقید اصول و نظریات"، لکھنؤ، اُتر پردیش، اُردو اکادمی، ۱۹۸۷ء، ص: ۱۶۹

۳۔ ڈاکٹر وزیر آغا، "اُردو کے چند انوکھے افسانے" مشمولہ ادب لطیف (سالنامہ)، لاہور، ۱۹۵۹ء، ص: ۳۳

۴۔ دیویندر راسر، "ادب اور نفسیات"، دہلی، مکتبہ شاہراہ، ۱۹۶۳ء، ص: ۱۱۰۔۱۱۱

۵۔ فارس مغل، "ہمجان"، لاہور، ماورا پبلشرز، ۲۰۱۷ء

۶۔ ایضاً، ص: ۲۵

۷۔ ایضاً، ص: ۴۰

۸۔ ایضاً، ص: ۴۳، ۴۲

۹۔ ایضاً، ص: ۶۴

۱۰۔ ایضاً، ص: ۶۶

۱۱۔ ایضاً، ص: ۷۲

۱۲۔ ایضاً، ص: ۷۸

۱۳۔ ایضاً، ص: ۵۰

۱۴۔ ایضاً، ص: ۱۳۸

۱۵۔ ایضاً، ص: ۱۹۰